Journal of Quranic and Social Studies
Volume:3, Issue:1, 2023

Journal of Quranic and Social Studies
39-49
© The Author (s) 2023
Volume:3, Issue:1, 2023
DOI: 10.5281/zenodo.8352269
www.jqss.org
ISSN: E/ **2790-5640**
ISSN: P/ **2790-5632**

”اجتماعی اجتہاد“ کی اہمیت قرآن وسنت کی روشنی میں

The importance of Collective Ijtihad in the Light of the Quran and Sunnah.

Muhammad Siddique Ullah
Visiting Faculty, Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta.

Dr.Hafiz Muhammad Khalid Shafi
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Sukkar IBA University

Muhammad Ali
Visiting Faculty, Department of Islamic studies ,University of Balochistan Quetta.

Abstract

Collective Ijtihad Is an Organized and Social Effort to Deliberate and Contemplate on Emerging Issues in The Islamic World, Seeking Their Legal Solutions Through Systematic and Collective Endeavors. The Consensus Achieved in Collective Ijtihad Results from Collective Consultation, Which Is Conducted Through the Gatherings of Islamic Jurisprudence (Fiqh) Scholars and Experts. In These Gatherings, Scholars Engage in Discussions and Analyse of Contemporary Issues and Strive to Find Their Legal Resolutions. Regard The Importance of Collective Ijtihad in Islam, Its Significance can be Traced Back to The Time of The Prophet Muhammad (Peace Be Upon Him) and the Era of The Rightly Guided Caliphs. The Quranic Injunction Emphasizing Consultation (Shura) and Social Deliberation Is Prominent in Islamic Governance and Politics. Islam Encourages Muslim Rulers To Engage in Consultation With Their Subjects on Various Social Matters, as Evidenced By The Quranic Verse That Highlights The Importance of Mutual Consultation (Shura)“امرھم شوری بینھم”Among Them. This Principle of Consultation Is Not Limited to Religious Matters but Is Also Applicable to Political, Social, And Administrative Affairs. Thus, Islamic Governance Encourages Consultation and Social Deliberation, and It Provides a Foundation for The Legitimacy of Collective Ijtihad. The Concept of Shura, as Exemplified in Islamic Governance, Supports the Notion of Collective Ijtihad, and Justifies its Place in Islamic Jurisprudence.

Keywords: Collective Ijtihad, Islamic Jurisprudence, Shura, Rightly Guided Caliphs, Administrative Affairs.

Corresponding Author Email:
ORCID: https://orcid.org/0000-0001-9665-3425
khalidshafi@Iba.edu.pk
muhammadaliislam770@gmail.com

تعارف:

اجتماعی اجتہاد عالم اسلام میں پیش آمدہ نئے مسائل پر غوروفکر کر کے ان کے شرعی حل کے دریافت کرنے کی ایک منظم اور اجتماعی اور ادارتی کوشش کا نام ہے۔ اجتماعی اجتہاد میں حاصل ہونے والا اتفاق رائے اجتماعی مشاورت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ یہ مشاورت فقہی مجالس اور فقہاء کے اجتماعات کے ذریعے عمل میں لائی جاتی ہے۔ ان مجالس میں فقہاء پیش آمدہ مسائل پر غور وخوض کرتے ہیں۔ اور مسئلے کا شرعی حل دریافت کرتے ہیں جہاں تک اسلام میں اجتماعی اجتہاد کی اہمیت کا سوال ہے تو عہد رسالت اور خلفائے راشدین میں کثرت سے حمایت حاصل ہوئی گویا اسلام کے نظام حکومت وسیاست میں شوریٰ اور اجتماعی مشاورت کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔ اسلام مسلمان حکمرانوں کو ہر قسم کے اجتماعی معاملات میں مشاورت کی ترغیب دیتا ہے گو کہ یہ قرآنی آیت "**امرھم شوری بینھم**" جس میں شوری پر زور دیا گیا ہے۔ وہ دینی مسائل کے ساتھ مخصوص نہیں، تاہم آیت کے عموم میں یہ بات شامل ہے کہ مسلمانوں کی شوریٰ جہاں سیاسی و انتظامی امور کے لیے ہو وہاں اہل اجتہاد پر مشتمل ایک شوریٰ دینی و فقہی مسائل کے لیے بھی ہو۔ گو یا اسلام کی شورائی تنظیم اجتماعی اجتہاد کے جواز کا ثبوت فراہم کرتی ہے۔ دینی و شرعی امور پر مشتمل اصحاب اجتہاد کی مخصوص شوریٰ کا تصور نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث میں بھی ملتا ہے۔ جس میں آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہدایت فرمائی تھی کہ پیش آمدہ مسائل پر عبادت گزار فقہاء سے مشورہ کیا کریں۔

مجمع الزوائد میں روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر انہیں کسی ایسے مسئلے کے سابقہ پیش آئے جس کے بارے میں قرآن و سنت میں کوئی واضح حکم نہ ہو تو وہ کیا کریں۔ اس کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" شاورا فيه الفقهاء العابدين ولا تمضوا فيه رأي خاصة " ۔(۱)

"ایسے معاملے میں تم عبادت گزار فقہاء سے مشورہ کرو اور کسی مخصوص رائے پر نہ چلو"۔

اس حدیث میں اجتہاد کے تین شرائط بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اجتہاد کے اہل صرف فقہاء ہیں عام افراد نہیں۔

۲۔ فقہاء متقی و پرہیز گار ہوں تا کہ دینی امور میں لوگ ان پر اعتماد کر سکیں۔

۳۔ دینی امور میں اجتہاد اجتماعی و شورائی نوعیت کا ہو۔

گو کہ اجتہاد انفرادی و اجتماعی دونوں نوعیت کا اہم ہوتا ہے۔ لیکن اجتماعی اجتہاد میں جہاں بذات خود اجتہاد کی اہمیت شامل ہے، وہاں اسلام کا شورائی مزاج اور اس میں مشاورت کی اہمیت بھی اس کی افادیت و اہمیت کو بڑھانے کا ایک بڑا سبب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے اہل ایمان کی صفات بیان کرتے ہوئے یہ بھی صفت بیان کی کہ ان کے امور باہمی مشورے سے طے ہوتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ " ۔(۲)

"اور ان کے کام باہمی مشورے سے طے پاتے ہیں"۔

یہی نہیں بلکہ خود رسول اللہ ﷺ کو ان الفاظ میں صحابہ سے مشورہ کرنے کا حکم دیا:

" وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ " (۳)

"اور کام میں ان سے مشورہ کیا کرو"۔

گویا اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو اپنے امور باہمی مشاورت سے طے کرنے کا حکم دی رہے ہیں۔ خود رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ تر امور میں مشاورت سے فیصلہ فرماتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

"میری نظر میں کوئی شخص ایسا نہیں جو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنے والا ہو"(۴)۔

اس کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ صحابہ کو بھی مشاورت کی تاکید فرماتے تھے۔ آپ ﷺ سے یہ بھی مروی ہے کہ جو شخص استخارہ کرتا ہے۔ وہ ناکام نہیں ہوتا اور جو مشورہ کرتا ہے۔ اسے پشیمانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا(۵)۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب"**وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ** "کی آیت نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

"اللہ اور اسکا رسول ﷺ تو مشورہ کے محتاج نہیں ہیں، البتہ اللہ تعالیٰ نے اسے میری امت کے لیے باعث رحمت بنا دیا ہے۔ لہذا جو شخص مشورہ کرے گا، وہ درستی سے محروم نہیں رہے گا اور جو مشورہ نہیں کرے گا، وہ غلطی سے محفوظ نہیں ہو گا"۔(۶)

پھر مشاورت کا حکم صرف دینوی اور سیاسی و انتظامی نوعیت کے امور کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ اس کا تعلق غیر قطعی شرعی احکام کے ساتھ بھی ہے۔ ابن جریر کے مطابق رسول اللہ ﷺ کو مشورے کا حکم اس لیے دیا گیا ہے کہ آپ ﷺ کی امت کے لیے ایک نمونہ قائم ہو اسکی وجہ بیان کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

"لأَنَّ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا تَشَاوَرُوا فِي أُمُورِ دِينِهِم مُتَّبِعِينَ الْحَقَّ فِي ذَلِكَ لَمْ يُخْلِهُمُ اللَّهُ مِنْ لُطْفِهِ وَتَوْفِيقِهِ فِي الرَّأْيِ" (۷)۔

"کیوں کہ ایمان والے جب اپنے دینی امور میں اتباع حق کے نقطہ نظر سے باہمی مشاورت کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل اور درست رائے تک پہنچنے کی توفیق سے محروم نہیں رکھیں گے"۔

عہد رسالت میں بہت سی ایسی مثالیں بھی ملتی ہیں کہ رسول ﷺ نے کوئی بات ارشاد فرمائی صحابہ نے اس پر کوئی اشکال ظاہر کیا اور رسول اللہ نے اشکال کا جواب بیان فرمایا مثلاً: رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ بیان فرمایا کہ قیامت کے دن جس سے بھی حساب ہو گا اسے عذاب دیا جائے گا۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ یہ بات تو بظاہر اس آیت کے خلاف معلوم ہوتی ہے۔ جس میں ارشاد ہوا:

" فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا " (۸)۔

"جسکا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے، اسکا حساب آسان لیا جائے گا"۔

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جن سے حساب تو لیا جائے گا لیکن وہ نجات پا جائیں گے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس آیت میں حساب سے مراد صرف نامہ اعمال پیش کیا جانا ہے۔ اور میری بات بیان کرنے سے مراد حساب سے باقاعدہ پوچھ گچھ ہے یعنی جس سے پوچھ گچھ ہو گی وہ ضرور ہلاک ہو گا(۹)۔

"یہ صرف ایک دفعہ کا واقعہ نہیں، بلکہ اس حدیث کو روایت کرتے ہوئے ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا عمومی طرز عمل یہی تھی کہ وہ اس انداز سے رسول اللہ ﷺ کے سمجھنے کے لیے سوال پوچھتی رہتی تھیں"(۱۰)۔

اس حدیث کی تشریح میں حافظ ابن حجر عسقلانی اس سے مستنبط ہونے والے فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حدیث کا مفہوم سمجھنے میں کتنی دلچسپی لیتی تھیں۔ اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ علمی مسائل کے بارے میں بار بار سوال سے تنگ نہیں آتے تھے اور اس سے مناظرے اور مباحثے کا جواز ملتا ہے"۔(۱۱)

بعض علماء نے قرآن کریم کی اس آیت:

" ائْتُونِي بِكِتَابٍ مِّن قَبْلِ هَٰذَا أَوْ أَثَارَةٍ مِّنْ عِلْمٍ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ " (۱۲)

"اگر سچے ہو تو اس سے پہلے کی کوئی کتاب میرے پاس لے آؤ یا علم (انبیاء میں) سے کچھ (منقول) چلا آتا ہو (تو اسے پیش کرو)"

کے تحت اثارۃ من علم کی ایک تفسیر نقل کرتے ہوئے مناظرہ من علم کی وجہ بیان کرتے ہیں۔ اور اس سلسلے میں عینی لکھتے ہیں:

"لأَنَّ الْمُنَاظَرَةَ فِي الْعِلْمِ مُثِيرَةٌ لِمَعَانِيهِ" (۱۳)

"علم میں بحث و مباحثہ سے اسکے معنی پھوٹتے ہیں"۔

گویا اس حدیث سے مستنبط فوائد میں ایک یہ ہے مناظرے کے ذریعے پیش آنے والے مسائل میں مشاورت ہونا چاہیے۔

اس طرح رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اجتہادی جوہر پیدا کرنے پر خصوصی توجہ فرمائی اور اس کے لیے انفرادی اجتہادی تربیت کے لیے قیاس سے کام لینا بھی سکھایا اور اجتماعی سطح پر ان کی رائے کے ذریعے فیصلے فرمائے۔ انفرادی طور پر قیاس کی تربیت سے مقصود یہ تھا کہ صحابہ میں یہ صلاحیت پیدا ہو کہ وہ قرآن وسنت کی روشنی میں غیر منصوص احکام کو منصوص احکام پر قیاس کر کے انسانی مسائل کا حل تلاش کریں اسکی چند مثالیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ ، فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ -(۱۴)

ترجمہ: جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک ہو تو ذہن پر زور ڈال کر سوچے کہ ٹھیک کیا ہے پھر اس پر اپنی نماز پوری کرے۔

اس حدیث کی رو سے ہر صحابی خواہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ہے یا دور، اپنے غالب گمان اور اجتہاد سے شرعی حکم معلوم کرے گا۔ اس طرح یہ حدیث صحابہ کرام کو اجتہاد کی تربیت دینے پر دلیل ہے۔

۲۔ حضرت عمر نے ایک مرتبہ روزہ کی حالت میں اپنی بیوی کا بوسہ لے لیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر واقعہ عرض کیا آپ ﷺ نے فرمایا:

" أَرَأَيْتَ لَوْ تَمَضْمَضْتَ بِمَاءٍ وَأَنْتَ صَائِمٌ "۔(۱۵)

"تمہارا کیا خیال ہے اگر تم روزے کی حالت میں کلی کرو"۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر خاموش رہو۔ گویا آپ ﷺ نے بوسہ کو قیاس کر کے اسکی نظیر کی طرف لوٹا دیا اور لوٹانے کی وجہ بیان فرمادی۔ اور ساتھ ہی ساتھ حضرت عمرؓ کو یہ تعلیم بھی دی کہ یوں وہ اجتہاد کر کے اپنے مسئلہ کا شرعی حکم معلوم کر سکتے ہیں۔

۳۔ حضرت ابوذر غفاری سے روایت ہے کہ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ مال و دولت والے سب اجر لے گئے۔ وہ نماز پڑھتے ہیں جس طرح ہم پڑھتے ہیں، وہ روزہ رکھتے ہیں جیسے ہم رکھتے ہیں۔ لیکن وہ اپنے زائد اموال میں سے صدقہ دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

" أَوَلَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ مَا تَصَّدَّقُونَ ؟ إِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةً، وَكُلِّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةً، وَكُلِّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةً، وَكُلِّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةً، وَأَمْرٌ بِمَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ صَدَقَةٌ، وَفِي بُضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ " ۔ (۱۶)

"تمہارے لیے اللہ نے صدقہ کا سامان کر دیا ہے۔ کہ ہر تسبیح صدقہ ہے، ہر تکبیر صدقہ ہے، ہر تحمید صدقہ ہے، اچھی بات کا حکم صدقہ ہے، بری بات سے روکنا صدقہ ہے اور ہر شخص کے جز و بدن میں صدقہ ہے"۔

لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر ہم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی سے اپنی شہوت پوری کرتا ہے تو کیا اس پر بھی ثواب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

"أَرَأَيتُم لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ أَكَانَ عَلَيْهِ فِيهَا وِزْرٌ؟ فَكَذٰلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَه اجرٌ"۔(۱۷)

"تمہارا کیا خیال ہے اگر کوئی شخص اپنی شہوت کو حرام میں صرف کرے تو اس پر وبال ہو گا۔ اس طرح جب وہ اسے حلال میں صرف کرتا ہے تو اسکے لیے اجر ہے"۔

یہاں پر بھی رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو اجتہادی تربیت دیتے ہوئے ممنوع چیز کو اسکے مقابلے کی حلال چیز پر قیاس کر کے بتایا کہ کسی چیز کا حکم اسکی نظیر کے لیے بھی ہوتا ہے۔

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری بیوی نے سیاہ رنگ کا بچہ جنا ہے آپ ﷺ نے پوچھا؟ تیرے پاس کوئی اونٹ ہے؟ اس نے کہا ہاں۔

آپ ﷺ نے پوچھا؟ کس رنگ کا؟ اس نے کہاں سرخ آپ ﷺ نے پوچھا: ان میں سے کوئی کالے رنگ کا بھی ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: یہ کہاں سے ہوا؟ اس نے کہا: میں سمجھتا ہوں اسکی اصل (کسی رگ) نے ایسا یہ رنگ نکالا ہو گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"فَلَعَلَّ ابنَكَ هَذَا نَزَعَهُ عِرْقٌ"۔(۱۸)

"تیرے اس بچے کو بھی شائد اس (رگ) ہی نکالا ہو گا"۔

اس طرح رسول اللہ ﷺ نے اس صحابی کو بچے کے اختلاف رنگ کو اونٹ کے بچے کے اختلاف رنگ پر قیاس کر کے اسکے رنگ کا حکم اپنے بچے پر لگانے کی تربیت دی۔

۵۔ حضرت ابن عباس راوی ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ اسکی ماں نے حج کی منت مانی تھی لیکن وہ حج نہ کر سکی کیا وہ اپنی ماں کی طرف سے حج کرے؟ آپ ﷺ نے اسے فرمایا:

"حُجِّي عَنها؛ أرَأَيْتِ لو كانَ على أُمِّكِ دَيْنٌ أكُنْتِ قاضِيَةً؟ اقْضُوا اللَّهَ؛ فاللَّهُ أحَقُّ بالوَفاءِ" ۔(۱۹)

"اسکی طرف سے حج کرو۔ اگر تمہاری ماں پر قرض ہو تا تو کیا تم اسے ادا نہ کرتی؟ اللہ کا (حق) کا حق ادا کرو۔ اللہ کا حق سب سے زیادہ لائق ہے کہ اسے پورا کیا جائے"۔

اس طرح رسول اللہ ﷺ نے حج کو قرض کی ادائیگی پر قیاس کرنا سکھایا۔ یہ تمام رسول اللہ ﷺ کی اپنے صحابہ کو اجتہادی کی تربیت کا ثبوت ہونے کے ساتھ ساتھ سوالاً جواباً مشاورت کے ذریعے اجتماعی طور پر فیصلہ کرنے کی بھی مثالیں ہیں۔ اس طرح بہت سے اوقات میں رسول اللہ ﷺ نے خود صحابہ کرام سے ان کی رائے طلب کر کے فیصلے انکی منشاء اور مشاورت سے بھی کیے چند ایک مثالیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ ان میں سب سے بڑا مشاورت ابتدائے اذان کا ہے ہر صحابی رضی اللہ عنہم نے اپنی اپنی رائے پیش کی جبکہ رسول اللہ ﷺ موجود تھے اور خود نماز کے لیے بلانے کے کسی طریقے کا حکم دے سکتے تھے لیکن آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شریک مشورہ کیا اور انہیں آراء میں سے ایک رائے کو مان کر اسے نافذ کر دیا۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ:

جب مسلمان مدینہ آئے تو وہ نماز پڑھنے کے لیے وقت کا اندازہ کرنے جمع ہو جاتے تھے اس وقت تک ادائیگی نماز کے لیے کوئی اعلان نہیں ہوتا تھا۔ ایک روز صحابہ کرام نے اس مسئلہ میں گفتگو کی اور اپنی اپنی آراء دیں، بعض نے کیا عیسائیوں کیطرح ناقوس بجایا

جائے۔ بعض کی رائے تھی کہ یہود کی سینگ کی طرح سینگ بنالیا جائے، حضرت عمر نے رائے پیش کی کہ ایک آدمی مقرر کر دیا جائے جو الصلوۃ پکارا کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر کی رائے پسند فرمائی اور حضرت بلال کو حکم دیا کہ نماز کا اعلان کرو(۲۰)۔

۲۔ اسیر ان غزوہ بدر (۲ھ) سے متعلق صحابہ کرام نے مشورہ کیا۔ ہر ایک نے اس مسئلہ میں اپنی اپنی تجاویز دیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ ہماری برادری اور کنبہ کے لوگ ہیں۔ انہیں کچھ مال لے کر چھوڑ دیا جائے جس سے مسلمانوں کو کافروں سے مقابلہ کی طاقت حاصل ہو اور شائد یہ لوگ اسلام کی طرف راغب ہوں۔ حضرت عمرؓ نے رائے دی یہ قیدی ہمارے حوالے کر دیں ہم میں ہر شخص اپنا اپنا رشتہ دار قتل کرے۔ حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ انہیں آگ میں پھینک دیا جائے۔ ان تمام آراء میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر کی رائے کو پسند فرمایا(۲۱)۔ اور قیدیوں کو فدیہ لے کر رہا کرنے کا فیصلہ کیا۔

۳۔ غزوہ بدر کے ہی موقع پر مقام پڑاؤ کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے مشاورت کی حضرت جناب بن المنذر نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں مطلع فرمائیے، کیا یہ مقام ایسا ہے جس کے بارے میں وحی نازل ہوئی ہے اور ہمیں یہ اختیار نہیں کہ آگے بڑھیں یا پیچھے ہٹیں، یا یہ ایک رائے اور ایک جنگی تدبیر ہے؟ آپ صلی اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بَلْ هُوَ الرَّأْيُ وَالْحَرْبُ وَالْمَكِيْدَةُ"

"بلکہ یہ ایک رائے اور جنگی تدبیر ہے"۔

حضرت حباب نے عرض کیا:

"پھر یہ مقام اچھی جگہ نہیں ہے۔ آپ آگے چلیں اور چشمے کے قریب پڑاؤ ڈالیں، وہاں حوض بنا کر پانی جمع کر لیں اور دیگر تمام چشموں کو ناکارہ کر دیں تاکہ دشمنوں کو پانی نہ ملے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حباب کی یہ جنگی تدبیر اختیار فرمائی"۔(۲۲)

۴۔ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احزاب (۵ھ) کے موقع پر مشرکین کے دو سرداروں غینیہ بن حصن اور حارث بن عوف کو نیک پیغام کے ساتھ مدینہ کے پھل بھیجنے کا ارادہ فرمایا: آپ ﷺ نے اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ض اور خزرج کے سردار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مشورہ طلب فرمایا۔ دونوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اگر آپ ﷺ کو اس چیز کا حکم دیا گیا ہے۔ تو آپ ﷺ کا حکم پورا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"لَوْ كُنْتُ امِرْتُ بِشَيْءٍ لَمْ أَسْتَأْمِرْكُمَا وَلَكِنَّ هَذَا رَأْيٌ أَعْرِضُهُ عَلَيْكُمَا"

"اگر مجھے کسی چیز کا حکم دیا گیا ہوتا تو تم دونوں سے مشورہ کیوں لیتا؟ بلکہ یہ ایک رائے ہے جسے میں نے تم دونوں کے سامنے رکھا ہے"۔

اس پر حضرت سعد بن معاذ نے عرض کیا:

"ہمیں یقین ہے کہ آپ جن لوگوں کو یہ تازہ پھل بھیجنا چاہتے ہیں وہ انہیں چکھیں گے بھی نہیں۔ وہ پھل فروخت کر دیں گے۔ یا کسی کو دے دیں گے۔ لہذا ہم انہیں اپنی کھانے کی چیزیں کیوں دیں۔ ہم ایسا ہرگز نہیں چاہتے۔ ہم تو انہیں صرف اپنی تلواروں کا مزا چکھانا چاہتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (**فَنِعْمَ إِذًا**)۔ جیسا مناسب سمجھو کرو"۔(۲۳)

بعض اوقات رسول اللہ ﷺ نے اپنی موجودگی میں صحابہ کرام کو اجتہاد سے فیصلہ کرنے کا حکم دیا۔ اسکی مثالیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دو آدمی جھگڑتے ہوئے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے فرمایا: (**اقْضِ بَيْنَهُمَا**): ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کی موجودگی کے باوجود؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں(۲۲)۔

۲۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ کو قضیہ بنو قریظہ کا فیصلہ کرنے کا حکم دیا(۲۵)۔

۳۔ حضرت معقل بن یسار کو اپنی قوم میں فیصلہ کرنے کا حکم ملا (۲۶)۔

۴۔ حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ دو آدمی جھگڑتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا **قم یا عقبۃ (اقض بینھما)** اے عقبہ! اٹھو اور ان کے درمیان فیصلہ کرو۔ حضرت عقبہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ فیصلہ کرنے میں مجھ سے زیادہ لائق ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اقْضِ بَيْنَهُمَا فَإِنِ اجْتَهَدْتَ فَأَصَبْتَ فَلَكَ عَشَرَةُ أُجُورٍ وَإِنْ اجْتَهَدْتَ فَأَخْطَأْتَ فَلَكَ أَجْرٌ وَاحِدٌ"۔(۲۷)

"اگرچہ ایسا ہی ہے مگر تم ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ اگر تم نے اجتہاد کیا اور تم اپنے اجتہاد میں درست رہے تو تمہارے لیے دس اجر ہیں اور اگر تم نے اجتہاد کیا اور اس میں غلطی ہو گئی تو پھر بھی تمہارے لیے ایک اجر ضرور ہے"۔

گویا صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں اپنے اجتہاد سے فیصلے کیے اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں نہ صرف اجتہاد کا حکم دیا بلکہ اسکی ترغیب کے لیے اجر و ثواب کی نوید بھی سنائی۔

رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایسے بہت سے واقعات بھی ملتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے کسی صحابی کو کسی حکم کی تنفیذ کے لیے بھیجا اور صورت حال ایسی پیش آگئی کہ صحابی ﷺ کو اجتہاد سے کام لینا پڑا۔

۱۔ حضرت انس کی روایت ہے کہ

"رسول اللہ ﷺ کی ام ولد لونڈی کے بارے میں لوگ ایک شخص پر تہمت لگاتے تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس شخص کے قتل کے لیے بھیجا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے پانی میں نہاتے ہوئے پایا۔ آپ نے اسے کھینچ کر باہر نکالا تو دیکھا وہ مخنث ہے۔ آپ نے اسے قتل نہ کیا اور واپس آکر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا وہ شخص تو مجبوب ہے اسکا آلہ تناسل نہیں ہے"۔**(۲۸)**

اس واقعہ میں حضرت علی نے موقع پر ہی اجتہاد کیا اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کو ایک علت سے معلول سمجھا۔ اور جب حکم نبوی ﷺ نہ پائی تو علم کا ظاہر ترک کر کے علت مخفی پر عمل کیا اور اس شخص کو قتل کیے بغیر ہی واپس آگئے۔

۲۔ غزوہ احزاب سے واپسی پر صحابہ کرام کو رسول اللہ ﷺ کا حکم ملا کہ:

"لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ الْعَصْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ"

"یعنی کوئی شخص عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنو قریظہ پہنچ کر"

صحابہ کرام کے سامنے اس مسئلہ کے حکم میں صریح نص موجود تھی مگر اس میں زائد وجود سے تعین کر کے اس پہلو پر عمل کیا۔ کچھ صحابہ نے نماز پڑھ لی کہ رسول اللہ ﷺ کا مقصد یہ نہیں تھا کہ نماز قضا کریں۔ بعض نے یہ کہا کہ وہ بنو قریظہ ہی پہنچ کر نماز پڑھیں گے۔ جب اسکا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا گیا تو آپ ﷺ نے کسی کو ملامت نہیں کی۔

یوں صحابہ کرام کے دونوں اجتہادات عدالت نبوی ﷺ سے سند توثیق پا گئے۔

مذکورہ تمام واقعات کی روشنی میں یہ نکتہ سامنے آتا ہے کہ قرآن کے شورائی حکم پر عمل کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے اجتماعی اجتہاد کا اسلوب نہ صرف خود اپنایا بلکہ صحابہ کی بھی اس سلسلے میں تربیت کی اور اپنے سامنے ان سے اجتہادی فیصلے کروائے اور ایسی صورت میں جب ان کے اجتہادی فیصلے درست نہ بھی تھے تو انہیں اجر وثواب سے خالی نہ رکھا۔ اور ان اجتہادت کے ذریعے اہم مسائل، جنگی منصوبہ بندی، انتظامی معاملات، تدبیر مملکت اور سماجی معاملات کو حل کیا گیا۔ خواہ اسکا تعلق غزوہ بدر میں مجاہدین کے لیے جنگی نقطہ نگاہ سے مناسب جگہ کا تعین ہو، یا غزوہ احزاب میں مدینہ منورہ کا محاصرہ توڑنے کے لیے بنو غطفان کو راضی کرنے کا معاملہ ہو جس میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے مشورے پر عمل کیا گیا۔ یا اسکا تعلق بنو قریظہ کے لوگوں سے معاملہ کرنے سے ہو یا غزوہ بدر کے قیدیوں سے معاملہ کرنے کا مسئلہ ہو۔ ان تمام معاملات میں رسول اللہ ﷺ نے مشاورتی اسلوب کے مختلف طریقے اختیار کر کے صحابہ کرام کو بھی اجتماعی اجتہاد کی تربیت دی تاکہ آپ ﷺ کے بعد بھی وہ اپنے آئندہ مسائل کو خوش اسلوبی سے باہمی مشاورت سے طے کر سکیں۔ مندرجہ ذیل چند فیصلے ہیں جو عہد رسالت میں اجتماعی اجتہاد اور مشاورت سے ہوئے۔

۱۔ ۲ھ میں غزوہ بدر کے متعلق اجتماعی اجتہاد۔(۲۹)

۲۔ ۲ھ میں جنگ بدر کے متعلق اجتماعی اجتہاد۔(۳۰)

۳۔ ۳ھ میں غزوہ اُحد سے متعلق اجتماعی اجتہاد۔(۳۱)

۴۔ ۵ھ میں غزوہ خندق سے متعلق اجتماعی اجتہاد۔(۳۲)

۵۔ ۶ھ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے متعلق واقعہ افک پر اجتماعی اجتہاد۔(۳۳)

۶۔ ۶ھ میں صلح حدیبیہ کے بارے میں مشاورتی و اجتماعی اجتہاد۔(۳۴)

۷۔ ۱۰ھ میں حضرت معاذ بن جبل کے گورنری سے متعلق اجتماعی اجتہاد۔(۳۵)

خلاصہ:

مذکورہ تمام واقعات اور اجتہادات کی روشنی میں یہ اصول سامنے آتا ہے کہ پیش آمدہ مسائل میں اجتماعی اجتہاد کو بنیاد بنانا چاہیے۔ اجتہاد بذات خود بہت سی لغزشوں اور خامیوں سے محفوظ کرتا ہے پھر اجتماعی اجتہاد لغزشوں اور خامیوں کے امکانات کو مزید کم کر دیتا ہے۔ نیز یہ کہ اجتماعی اجتہاد کا طریق کار ضروریات کے مطابق تبدیل ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ خلفائے راشدین کے انتخاب کے فیصلے سے لے کر انکے باہمی امور کے تمام فیصلوں میں اصول مشترک رہے۔ لیکن طریق کار اور اسلوب مختلف ہو گئے۔ اسکی سب سے بڑی مثال ان خلفاء راشدین کا خلافت کے لیے انتخاب ہی لے لیں جن میں اصول مشترک رہا مگر انتخاب کا طریق کار اور اسلوب احوال و ظروف کے لحاظ سے مختلف ہو گئے۔ لیکن سب میں اجتماعی اجتہاد کا اسلوب کار فرما رہا جو اجماع کے انعقاد میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ اجتماعی کے ذریعے امت مسلمہ کی وحدت مستحکم ہوتی ہے۔ باہمی اجتماعی فیصلوں سے افراد ملت میں باہمی محبت اور اجتماعی امور میں باہمی تعاون کا جذبہ بڑھتا اور مضبوط ہوتا ہے۔ اسی بناء پر فقہا نے کہا ہے کہ:

"الشوریٰ مِن قَوَاعِدِ الشَّرِيعَةِ وَعزائِمِ الأحكام" (۳۶)

"یعنی مشاورت شریعت کے مستحکم قواعد اور بنیادی احکام سے تعلق رکھتی ہے"۔

عام طور پر ان اجتہادی آراء کو زیادہ مقبولیت حاصل ہوتی ہے جو مشاورت کے عمل سے نکل کر اہل علم اور عوام تک پہنچتی ہے کیوں کہ باہمی مشورے سے جہاں مسئلے کا ہر پہلو اجاگر ہوتا ہے، وہاں اسکے عملی اور تطبیقی پہلو کو بھی اچھی طرح جانچ پرکھ لیا جاتا ہے۔ یوں لوگوں میں اسکی قبولیت اور عملی زندگی میں اسے اپنانے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ ہیثمی، علی بن ابو بکر، مجمع الزوائد منبع الفوائد،(اکبر بک پبلیشرز، لاہور، مارچ ۲۰۱۸ء)۱:۱۷۸

۲۔ الاحزاب، ۳۸:۴۲

۳۔ آل عمران، ۱۵۹:۳

۴۔ البیہقی، احمد بن الحسین، السنن الکبریٰ،(دار العلمیہ، بیروت ۱۴۲۴ھ)۴۵:۷

۵۔ سیوطی، جلال الدین، الدر المنثور فی تفسیر بالماثور (دار ابن حزم، بیروت ۱۴۲۰ھ)۲:۲۵۹

۶۔ ایضاً

۷۔ الطبری، محمد بن جریر، جامع البیان فی تفسیر القرآن (موسس الرسالہ، س ن،)۴:۱۵۲

۸۔ الانشقاق، ۸۴:۷

۹۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الایمان، باب قول النبی ﷺ (دار الترث العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۲ھ)ح:۱۰۳

۱۰۔ ایضاً

۱۱۔ عسقلانی ابن حجر، حافظ احمد بن علی، فتح الباری،(دار الریان لتراث، س ن)۱:۲۶۲

۱۲۔ الاحقاف:۴۶:۴

۱۳۔ عینی، بدر الدین احمد محمود، عمدۃ القاری، شرح صحیح البخاری (دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۴ھ)۱۹:۶۸

۱۴۔ ابی داود، سلیمان بن اشعث، السنن النسائی، کتاب الصلوۃ، باب اذا صلی ﷺ خمساً، ۱:۳۱۲

۱۵۔ حاکم، محمد بن عبد اللہ، المستدرک علی الصحیحین،(دار المعرفہ، بیروت، س ن) کتاب الصوم، ۱:۴۳۱

۱۶۔ قشیری، مسلم بن الحجاج، الصحیح لمسلم، کتاب الزکوۃ، باب بیان اسم الصدقۃ، ح:۱۰۰۶

۱۷۔ ایضاً، ۶۹۸

۱۸۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المحاربین من اہل الکفر والردۃ، باب ماجاء فی التعریض ح:۶۴۵۵

۱۹۔ ایضاً، ابواب العمرۃ، ح:۱۶۲۵

۲۰۔ ایضاً، کتاب الاذان، باب بدء الاذان، ح:۵۷۸

۲۱۔ قشیری، مسلم بن الحجاج، الصحیح لمسلم، کتاب الجہاد، باب امداد بالملائکہ فی غزۃ بدر، ح:۱۷۶۳

۲۲۔ ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک ، السیرۃ النبویہ لابن ہشام،(دار المعرفہ، بیروت، ۱۳۹۹ھ)۲:۲۷۲

۲۳۔ الصنعانی، عبد الرزاق بن ہمام، المصنف،(دار العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۱ھ)۵:۳۷۶-۳۷۸

۲۴۔ دار قطنی، علی بن عمر، سنن الدار قطنی، کتاب فی الاقضیہ (دار ابن حزم، ۱۴۳۲ھ)۴:۴۲۷

۲۵۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الجہاد، باب اذا نزل العدو، ح:۲۸۷۸

۲۶۔ حاکم، محمد بن عبد اللہ، المستدرک علی الصحیحین، ۳:۵۷۷

۲۷۔ دار قطنی، علی بن عمر، سنن الدار قطنی، کتاب فی الاقضیہ، ۴:۲۰۳

۲۸۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الصلوۃ الخوف،، باب صلوۃ الطالب والمطلوب، ح:۹۰۵

۲۹۔ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، البدایہ والنہایہ،(مکتبہ المعارف، بیروت، ۱۴۱۱ھ)۳:۳۶۲

۳۰۔ ایضاً، ۴:۱۳

۳۱۔ ایضاً

۳۲۔ ایضاً

۳۳۔ ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک ، السیرۃ النبویہ لابن ہشام، ۳:۳۳۰

۳۴۔ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، البدایہ والنہایہ، ۴:۳۵۴

۳۵۔ محمد ابن سعد، طبقات ابن سعد (نفیس اکیڈمی، لاہور، ۲۰۰۴ء) ۲:۲

۳۶۔ قرطبی، محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، (دار العالم الکتب، ریاض، ۱۴۱۱ھ) ۴:۲۴۹

References in Roman

1. *Haythami, Ali Ibn Abu Bakr, Majma Al-Zawa'id Minba' Al-Fawa'id, (Akbar Book Publishers, Lahore, March 2018,) 1:178*
2. *Al-Ahzab, 42:38*
3. *Al-Imran, 3:159*
4. *Al-Bayhaqi, Ahmad Ibn Al-Husayn, Al-Sunan Al-Kubra, (Dar Al-Ilmiyah, Beirut, 1424 AH) 7:45*
5. *Suyuti, Jalal Al-Din, Al-Durr Al-Manthur Fi Tafsir Bil Ma'thur, (Dar Ibn Hazm, Beirut, 1420 AH) 2:259*
6. *Abid*
7. *Al-Tabari, Muhammad Ibn Jarir, Jami' Al-Bayan Fi Tafsir Al-Qur'an (Moasis Al Risla, SN,) 4:152*
8. *Al-Anshaaq, 84:7*
9. *Al-Bukhari, Muhammad Ibn Ismail, Al-Jami' Al-Sahih Li Al-Bukhari, Kitab Ul Iman , Bab Qaul Annabi (Dar Al-Turath Al-Ilmiyyah, Beirut, 1412 AH) H:103*
10. *Ibid*
11. *Asqalani, Ibn Hajar, Hafiz Ahmad Ibn Ali, Fath Al-Bari, (Dar Al-Rayan Li Turath, SN) 1:262*
12. *Al-Ahqaf: 46:4*
13. *Aini, Badr Al-Din Ahmad Mahmoud, Umdat Al-Qari, Sharha Al Sahih Al-Bukhari, (Dar Al-Kutub Al-Ilmiyyah, Beirut, 1414 AH) 19:68*
14. *Abu Dawood, Sulaiman Ibn Ash'ath, Sunan Al-Nasa'i, Kitab Al Salah, Bab Iza Salla Khamsan, 1:312*
15. *Hakim, Muhammad Ibn Abdullah, Al-Mustadrak 'Ala Al-Sahihayn, (Dar Al-Ma'arifah, Beirut, SN) Book Of Fasting, 1:431*
16. *Qushayri, Muslim Ibn Al-Hajjaj, Al-Sahih Li Muslim, Kitab Al Zakat, Bab Bayan Isam Al Sadaqah, H:1006*
17. *Ibid, 698*
18. *Al-Bukhari, Muhammad Ibn Ismail, Al-Jami' Al-Sahih Li Al-Bukhari, Kitab Al Muharbeen Min Ahl E Alkufr , Bab Ma Ja Fi Altaaruz, H:6455*
19. *Ibid, Abwab Al Umrah, H:1625*

20. *Ibid, Kitab Al Azan, Bab Bada Al Azan, H:578*
21. *Qushayri, Muslim Ibn Al-Hajjaj, Al-Sahih Li Muslim, Kitab Ul Jihad , Bab Al Imdaad Almalikah Fi Ghazawa Badr, H:1763*
22. *Ibn Hisham, Abu Muhammad Abd Al-Malik, Serat Ibn Hisham, (Dar Al-Ma'arifah, Beirut, 1399 AH) 2:272*
23. *San'ani,Abdul Razzaq Ibn Hammam,Al-Musannaf,(Dar Al-Ilmiyah,Beirut, 1411 AH) 5:376-378*
24. *Darqutni, Ali Ibn Umar, Sunan Al-Darqutni, Kitab Fi Aqzia Wal Ahkaam (Dar Ibn Hazm, 1432 AH) 4:427*
25. *Al-Bukhari, Muhammad Ibn Ismail,Al-Jami' Al-Sahih Li Al-Bukhari, Kitab Aljihad , Bab Iza Nazal Al Adua, H:2878*
26. *Hakim, Muhammad Ibn Abdullah,Al-Mustadrak 'Ala Al-Sahihayn, 3:577*
27. *Darqutni,Ali Ibn Umar, Sunan Al-Darqutni, Book Of Judgments, 4:203*
28. *Al-Bukhari, Muhammad Ibn Ismail, Al-Jami' Al-Sahih Li Al-Bukhari, Kitab Salat Al Khouf, Bab Salat Al Talib Wal Matloob (H:905)*
29. *Ibn Kathir, Ismail Ibn Umar,Al-Bidaya Wal-Nihaya, (Maktaba Al-Ma'arif, Beirut, 1411 AH) 3:362*
30. *Ibid, 4:13*
31. *Ibid,*
32. *Ibid,*
33. *Ibn Hisham,Abu Muhammad Abd Al-Malik, Seerat Ibn Hisham, 3:330*
34. *Ibn Kathir, Ismail Ibn Umar,Al-Bidaya Wal-Nihaya, 4:354*
35. *Muhammad Ibn Saad,Tabaqat Ibn Saad (Nafis Academy, Lahore, 2004) 2:2*
36. *Qurtubi, Muhammad Ibn Ahmad,Al-Jami' Li Ahkam Al-Qur'an, (Dar Al-Alam Al-Kutub, Riyadh, 1411 AH) 4:249*